کورس: تدریس مطالعہ پاکستان (6495)　　　　سمسٹر: خزاں، 2021ء

امتحانی مشق نمبر 1

(یونٹ 1 تا 4)

سوال 1- بین الاقوامیت کیا ہے؟ اس سے پیدا ہونے والے مسائل پر بحث کریں (20)

سوال 2- تدریس مطالعہ پاکستان کے خصوصی مقاصد بیان کریں۔ (20)

سوال 3- درسی کتاب کی اہمیت اور خصوصیات بیان کریں۔ (20)

سوال 4- تقریری طریقہ تدریس کیا ہے نیز اس کی خوبیاں اور خامیاں بیان کریں۔ (20)

سوال 5- مندرجہ ذیل طریقہ تدریس پر نوٹ لکھیں (20)

(1) مسئلی طریقہ

(2) منصوبی طریقہ

ANS 01

انسانی زندگی میں ارتقا اور نشو ونما ایک فطری عمل ہے۔ بچے پانچ چھ برس کی عمر میں سکول میں داخل ہو جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے دس برسوں کے اندر اندر میٹرک کا امتحان پاس کر لیتے ہیں۔ عام طور پر پاکستان میں پانچ برس پرائمری سکول اور پانچ برس مڈل ومیٹرک میں لگتے ہیں۔ میٹرک کے بعد بچے سکول کے ذرا سخت اور پابند شیڈول سے نجات پاکر کالجوں میں داخلہ لیتے ہیں۔ تقریباً سارے طلبہ اپنے روشن مستقبل کی تلاش اور کالجوں کے نئے ماحول کی وجہ سے بہت ذوق وشوق سے ایک قسم کی نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ آج کل سائنس میں بی ایس کرنے کی کئی لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت ہے۔ ایک تو پاکستان کو ٹیکنالوجیکلی (Technologically) ترقی کیلئے اچھے سائنسدانوں کی ضرورت ہے اور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن ہر سال اچھے اور قابل نوجوان سائنسدانوں کی تلاش میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سکولوں اور کالجوں میں نئی نسلوں کو سائنس کے مضامین صحیح انداز میں پڑھانے کیلئے یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل نوجوان اساتذہ کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ پختونخوا کے دوردراز اضلاع کے دیہاتی سکول کالجز میں عموماً سائنس کے مستند اساتذہ کا فقدان ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہماری نئی نسل کے وہ طلبہ جو اس قسم کے سکولوں سے پڑھ کر آتے ہیں سائنس کے مضامین میں کمزور ہوتے

Downloaded From Tafassus.com

ہیں۔ لہٰذا جامعات میں داخلہ پانے والے سائنس کے یہ خوش نصیب طلبہ کوشش یہ کریں کہ اپنی چار سالہ جامعاتی زندگی کے ایک ایک لمحے کو قیمتی بنا کر ماہرین اساتذہ سے استفادہ کریں اور شعبہ کی لیبارٹریوں میں زیادہ وقت گزارتے ہوئے جو کچھ کلاس میں تھیوری کی صورت میں پڑھاتے ہیں اسے پریکٹیکل میں سیکھنے کے عمل سے گزریں تاکہ کالجوں میں نئی نسل کو صحیح انداز میں یہ علوم منتقل کرتے ہوئے پاکستان میں سائنسی علوم کی بنیادوں کو مضبوط کرسکیں۔ مغرب کی موجودہ ترقی کا راز اسی بات میں مضمر ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان یورپ نہ جاتے تو پاکستان شاید ہی ایٹمی طاقت بنتا۔ میٹریولاجیکل سائنس ہی کسی صنعتی ترقی کیلئے اساس مہیا کرتی ہے۔ اس کیساتھ کسی بھی ملک کی ترقی میں سوشل سائنسز اور ہیومینٹیز گروپ کے مضامین کا بھی بہت بڑا کردار ہوتا ہے اور یہ سائنس سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوتا کیونکہ کسی بھی ملک کیلئے ڈاکٹرز‘ انجینئرز اور سائنسدانوں کی ایک خاص تعداد میں ضرورت ہوتی ہے لیکن سوشل سائنسز کا شعبہ اس کے مقابلے میں بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ ان مضامین کا تعلق معاشرے سے منسلک مختلف مضامین وموضوعات اور ضروریات سے ہوتا ہے۔

اسلئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ذہین اور قابل طلبہ سوشل سائنسز کو بھرپور توجہ دیں۔ اردو‘ پشتو‘ تاریخ‘ پولیٹیکل سائنس‘ انٹرنیشنل ریلشنز‘ لاء‘ سائیکالوجی‘ فلسفہ‘ منطق‘ ریاضیات اور بہت سارے نئے مضامین کے شعبے جامعات میں آج کے ذہین طلبہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آج کل تو گلوبل ویلج کے تقاضوں اور ضروریات کے پیش نظر سوشل سائنسز کے مضامین کی اہمیت بعض حوالوں سے نیچرل سائنسز کے مضامین سے بھی بڑھ گئی ہے۔ عالمی نشریاتی اداروں کیلئے بہترین اور ماہر صحافیوں کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے۔ دہشتگردی کے عوامل نے ہر ملک میں تھنک ٹینکس کی اہمیت دو چند کردی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے جامعات ایسے طلبہ پیدا کریں جو نہ صرف ملک کے اندر وطن عزیز کی بہترین خدمت کریں بلکہ بیرونی دنیا میں بہترین انداز میں پاکستان کی نمائندگی کریں۔

ایریا سٹڈیز اور فزیکل ایجوکیشن دو ایسے مضامین ہیں جس کے ماہرین ہمارے ہاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آج دنیا کے مختلف کھیلوں بالخصوص فٹ بال‘ سکواش‘ کرکٹ‘ ٹینس اور دیگر مشہور ومعروف کھیلوں میں بائیس کروڑ آبادی والے ملک

Downloaded From Tajassus.com

کے کتنے ججز اور ایمپائرز پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ سی این این‘ بی بی سی‘ فاکس‘ الجزائر اور دیگر عالمی ٹی وی چینلز پر پاکستان کی نمائندگی ہے ہی نہیں۔ افغان امور کے ماہرین تو ہمارے پاس تھوک کے حساب سے ہونے چاہئے تھے۔ جامعہ پشاور‘ کابل اور جلال آباد کے پہلو میں واقع ہے لیکن بی بی سی والے افغانستان اور طالبان کے حوالے سے ایک ایسے صحافی سے رائے لیتے ہیں جو ایم اے انگریزی ہے حالانکہ یہ کام ایریا سٹڈی سنٹر شعبہ تاریخ اور پاکستان سٹڈی سنٹر کے اساتذہ ومحققین کا ہے لیکن چونکہ طلبہ جامعات میں ان مضامین میں وہ جان نہیں کھپاتے جو اس کا تقاضا ہے لہٰذا ہمارے ہاں عالمی معیار کے سوشل سائنٹسٹ پیدا ہی نہیں ہوتے۔ پاکستان کے اندر ہمارے سیاستدانوں کی کمزوری کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان میں سے بہت کم سیاسیات اور شہریت اور قانون تاریخ وغیرہ کے مضامین میں ماسٹر ڈگری ہولڈرز ہیں لہٰذا طلبہ کو چاہئے کہ جامعات میں چار سال کی طویل مدت کو ایسے انداز میں لگائیں کہ آگے جا کر ان اہم شعبہ ہائے زندگی کو مناسب ماہرین دستیاب ہوں اور وطن عزیز زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ یہی جامعات اور طلبہ کا کردار ہوتا ہے جو طلبہ کیلئے جامعاتی زندگی کو پوری زندگی کا بہترین حصہ شمار کرواتا ہے۔

ANS 02

سوشیالوجی (عمرانیات) کا لفظ سب سے پہلے انیسویں صدی کے نصف اول میں فرانسیسی مفکر آگسٹ کامٹ (August Comte) نے استعمال کیا۔ جس نے کہا کہ اس کا مقصد معاشرے کی ماہیت، اس کے طبعی اسباب اور طبعی قوانین دریافت کرنا ہے۔ اگرچہ یہ اصطلاح کامٹ کی ایجاد ہے لیکن ایک زمانے تک عام استعمال میں نہ آئی۔ حتیٰ کہ عمرانیات کا مطالعہ ایک الگ علم بن گیا۔ تاہم اس سے یہ نتیجہ ہرگز اخذ نہیں کرنا چاہئے کہ انیسویں صدی کے وسط تک عمرانیات بالکل ہی نیا موضوع تھا۔ ہزاروں سال پہلے اس اولین لمحہ سے جب انسانوں نے ان معاشروں کے متعلق، جن میں وہ زندگی گزارتے تھے، سوچنا شروع کیا تو ان کا یہ انداز فکر عمرانیوں کے طریق پر تھا۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو فلسفی گردانتے تھے۔ بہرحال افلاطون (427-348) مغرب کا پہلا فلسفی تھا جس نے فرد اور ریاست کے باہمی تعلق کا جائزہ لیا اور اس جائزے سے اس نے معاشرے کا اپنا عضوی نظریہ اخذ کیا۔ 1ء

Downloaded From Tajassus.com

علم عمرانیات کے تاریخی ارتقا کا مطالعہ کرتے ہوئے اکثر مصنفین یونانیوں کے عمرانی نظریات خصوصاً افلاطون کے ریاست اور ارسطو کے سیاست کے بارے میں تصورات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد اہل روم کے معاشرتی نقطہ نظر، نشاۃ ثانیہ اور تحریک اصلاح کے سماجی مصلحین کے خیالات، ازاں بعد سترھویں صدی میں ہابز، لاک، روسو اور اٹھارویں صدی میں مانٹیسکو (Montesquieu) وغیرہ کے فلسفہ سیات میں معاہدہ عمرانی جیسے سیاسی اور سماجی تصورات کو عمرانیات کی تاریخ کے ابتدائی مراحل قرار دیتے ہیں۔ 2ـہ

علم عمرانیات کے آغاز کے سلسلے میں عمرانیات کے مشہور مصنف بلیک مار (Blackmar) نے لکھا ہے کہ:

’’ بہت سے مصنفوں نے مذہبی، سیاسی، معاشی، اخلاقی یا نفسیاتی مباحث کے سلسلے میں معاشرے کے متعلق جزوی خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ان میں سے جو خیالات علمی معطیات پر مبنی تھے ان سے عمرانیات کی تدوین میں مدد ملی۔ ایسے مصنف عمرانیوں کے پیشرو کہے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے افکار کا رحجان معاشرے کے علمی مطالعے کی طرف تھا۔‘‘

غالباً علمی تحقیقات کے پانچ سلسلوں سے جو کبھی تو ایک دوسرے سے الگ الگ رہتے تھے اور کبھی باہم خلط ملط ہو جاتے تھے۔ عمرانیات کے مخصوص علم کی داغ بیل پڑی۔ حیاتیات، تاریخ بحیثیت علم صحیح کے، معاشیات فلسفہ اور اخلاقیات میں مصنفوں نے ان مباحث کے ضمن میں معاشرے پر مجموعی حیثیت سے نظر ڈالی، انہوں نے اس کی جدوجہد کے مطالعے کا ایک نیم علمی انداز پیدا کر دیا۔ 3ـہ

بلیک مار اسی باب میں ’’ عمرانیات کے بانی‘‘ کے ذیل میں لکھتا ہے:

’’ کونت (کامٹ) کو لوگ عمرانیات کا نقیب کہتے ہیں-- اس کا بڑا کام یہ ہے کہ اس نے حیاتیات اور عمرانیات کے تعلق کو واضح کیا اور عمرانیات کی تدوین کا خاکہ مرتب کر کے اپنے بعد آنے والوں کی رہنمائی کی---- اس لحاظ سے اسے عمرانیات کا بانی کہنا بیجا نہ ہو گا، لیکن جس طرح ایک ریاست کا بانی عموماً کوئی ایک شخص نہیں ہوتا بلکہ متعدد اشخاص ہوتے ہیں اسی طرح ایک علم کے بھی کئی بانی ہوا کرتے ہیں۔ عمرانیات کا سنگ بنیاد کونت نے رکھا اور اس کی تعمیر ہربرٹ اسپنسر نے کی۔ اس کا نظریہ کونت سے مختلف تھا مگر اس نے کونت کے

Downloaded From Tajassus.com

بنیادی اصولوں کو تسلیم کیا اور ان پر مفصل بحث کر کے ایک نئے علم کا پورا ڈھانچہ کھڑا کر دیا۔''

سب سے پہلا اُصول یہ ہے کہ اگر ہم واقعی امتحان میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں امتحان سے دو مہینے قبل تیاری شروع کرنیکی "اسٹریٹجی" کو ترک کرنا ہوگا۔ یاد رکھیے! سال بھر باقاعدگی سے مطالعہ کرنا اور ہر مضمون کو مناسب وقت دینا امتحان میں کامیابی کے لیے بے حد ضروری ہے۔یہ اسی وقت ممکن ہے جب اسکول اورکالج کے ساتھ ساتھ گھر میں بھی پڑھا جائے۔ ہوم ورک باقاعدگی کے ساتھ کیا جائے۔ جو کام سونپا گیا ہو اسے لازماً مکمل کیا جائے۔ انفرادی طور پر پڑھنا سب سے ضروری ہے۔کلاس روم میں لیے گئے نوٹس پر گھر پر بھی اسی دن ضرور نگاہ ڈالی جائے ورنہ ذہن سے حذف ہو جاتے ہیں۔ غیر ضروری یا غیر نصابی مواد پر بہت زیادہ وقت ہرگز ضائع نہ کریں۔ کسی ایک ٹاپک کو مکمل کر لینے کے بعد ہی دوسرا ٹاپک شروع کریں۔ساتھ ساتھ اپنا امتحان بھی لیتے رہیے یا کسی سینئر سے سوالنامہ بنوائیے اور اسے ایمانداری اور دل جمعی کے ساتھ پابندی وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے حل کرنے کی کوشش کریں۔ اس سے آپ کو اپنی خامیوں کا اندازہ ہوگا۔ ہر ٹاپک کے اہم نکات بار بار لکھ کر ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک صفحہ پڑھا۔ اب کتاب بند کرکے جو کچھ آپ نے پڑھا تھا، اس کے اہم نکات لکھنے کی کوشش کریں۔ پھر کتاب کھول کر اس صفحے کا اپنے لکھے ہوئے نکات کے ساتھ موازنہ کریں۔ یہی طریقہ پھر دہرائیے تاکہ تما م نکات درست اور مکمل ہوجائیں۔

مطالعہ کے چار بنیادی اصول-1۔ نصاب کے متن کے چند صفحات سے زیادہ نہ پڑھیے اور اس کا لب لباب یا خلاصہ اسی وقت لکھ ڈالیے۔ مطالعہ کے لیے یہ ایک ہمہ گیر اور مؤثر اصول ہے۔ اگر ضروری ہو تو ایک بار پھر اس مواد کو پڑھ لیا جائے۔ ایک ٹاپک مکمل کرنے کے بعد اہم نکات کا جدول (ٹیبل)بنائیے یا انھیں ترتیب وار لکھ لیجئے۔ان نکات کو بار بار لکھ کر ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں۔ کوئی بھی ٹاپک یاد رکھنے کے لیے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔صرف رٹا لگانا وقت کا ضیاع ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ رٹا ہوا مواد اکثر بھول جاتا ہے۔ آپ کے نوٹس صاف ستھرے لکھے ہوئے ہونے چاہیئں اور اس جگہ پڑے ہوں جہاں سے آسانی کے ساتھ مل جائیں-2۔ اضافی مطالعہ اسی وقت کیا جانا چاہیئے جب پچھلا مطالعہ خوب ذہن نشین ہو گیا ہو۔ یہ اضافی مطالعہ انفراد ی طور پر بھی

Downloaded From Tajassus.com

کیا جا سکتا ہے اور اجتماعی طور پر یعنی کمبائن یا گروپ اسٹڈی بھی کی جا سکتی ہے۔اس کے علاوہ مختلف کتب، رسائل ، اخبارات ، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے سے بھی اضافی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس اصول پر عمل کرنے سے آپ کے اندر مطالعہ کا شوق بھی بڑھ جائے گا۔

3۔ "رٹنے" کو بُرا اور حقیر نہ جانیے لیکن اس پر مکمل بھروسہ ہرگز نہ کریں۔ تھوڑا لیکن اچھا مطالعہ، روز کا روز پڑھنا اور ٹاپک کو سمجھ کر ذہن نشین کرنا رَٹنے سے بہتر ہے۔ کسی بات کو سوچے سمجھے بغیر اندھا دھند رَٹ لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پہلے اُسے اچھی طرح سمجھیں۔ جب آپ اسے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو آپ کو وہ بات یاد رکھنے میں آسانی ہوگی۔ اسی طرح فارمولوں ، تاریخوں، تعریفوں وغیرہ کو تکرار کر کے اور بار بار لکھ لکھ کر یاد رکھنے کی کوشش کریں۔4۔ اسکول یا کالج میں باقاعدگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اساتذہ کے لیکچرز اٹینڈ کرنے کی کوشش کریں کیونکہ لیکچرار یا استاد امتحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے لیکچرز تیار کرتے ہیں۔ان لیکچرز کے نوٹس لینے کے بعد انفرادی مطالعہ کرتے ہوئے کافی سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔

ایک دن میں کتنے گھنٹے پڑھنا چاہیئے؟یہ سوال یقیناً ہر طالب علم کے ذہن میں ہوگا۔ مطالعہ کے دوران تھکاوٹ ایک یقینی اور فطری چیز ہے اور اسے کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم دن کے چوبیس گھنٹے مطالعہ کرتے رہیں۔ عموماً امتحان کے نزدیک طالب علم رات رات بھر پڑھائی کرنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ امتحان کے دوران تھکن محسوس کرتے ہیں اور اچھی کارکردگی نہیں دکھا پاتے۔ اچھا طالب علم وہ ہوتا ہے جو روزانہ مطالعہ کرتا ہے اور صرف اتنا پڑھتا ہے جتنا وہ جذب کر سکے۔ آپ جب بھی مطالعہ کریں صرف اس وقت تک پڑھیں جب تک آپ اکتاہٹ یا تھکاوٹ محسوس نہ کرنے لگیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ آپ کوئی پیرگراف پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھنے کے باوجود آپ کو وہ پیراگراف نہ سمجھ آرہا ہو اور نہ ذہن نشین ہورہا ہو۔ جب بھی ایسا محسوس ہو، مطالعہ فوراً ترک کر دیں کیونکہ مزید مطالعہ محض وقت کا ضیاع ہوگا جس سے آپ کچھ سیکھ نہیں پائیں گے۔زیادہ تر طلباء کیلئے ایک دن میں زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹہ مطالعہ کافی ہوتا ہے لیکن یہ ضروری بھی نہیں ہے۔اگر اس میں موڈ یا تھکاوٹ کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی ہے تو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

Downloaded From Tajassus.com

فارغ وقت میں کیا کریں؟مطالعہ کے بعد فارغ وقت میں ہم کیا کریں؟ یہ دوسرا سوال ہے جو ہر طالب علم کے ذہن میں ہوتا ہے۔ امتحان سے قبل کچھ طلبائ سوائے مطالعہ کی میز پر بیٹھ کر پریشانی اور ٹینشن میں مبتلا ہونے کے کچھ نہیں کرتے۔ اصل میں وہ اپنے دماغ کو باقی جسم کی طرح نہیں سمجھتے۔ جس طرح کرکٹ کھیلنے یا پھر کوئی اور جسمانی ورزش کے بعد ہم تھک جاتے ہیں تو آرام کر کے یا سو کر اپنی جسمانی تھکن کو دور کرتے ہیں اسی طرح دماغی مشقت کے بعد دماغ کو بھی آرام کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔جب ہم سوتے ہیں تو دماغ اس وقت بھی جاگ رہا ہوتا ہے۔ مختلف خیالات اور سوچیں دماغ کو مصروف رکھتی ہیں اور خواب کی صورت میں دماغ اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ چنانچہ سونے سے باقی جسم کو تو آرام مل جاتا ہے مگر دماغ کو نہیں۔ دماغ کو صرف اسی وقت آرام ملتا ہے جب ہم اسے تنوع یا ورائٹی مہیا کرتے ہیں۔ دماغ کو آرام پہنچائے کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی مطالعہ کے بعد آپ دماغی تھکن یا اکتاہٹ کا شکار ہوں تو فی الفور مطالعہ بند کر دیں۔ اس کے بعد یہ نہیں کریں کہ کر سی میں بیٹھے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ اب کیسے پڑھیں؟ اتنے ٹاپکس مکمل کرنا باقی ہیں اور وقت کم ہے تو اب کیا کریں اور کیا نہ کریں؟ اس طرح سوچنے سے سوائے پریشانی اور ٹینشن کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ آپ کو اسی وقت اپنی کرسی سے اُٹھ جانا چاہیئے اور کچھ اور کام کرنا چاہیئے۔ جیسے کرکٹ یا کوئی اور کھیل کھیل لیا، ٹی وی پر اپنا کوئی پسندیدہ پروگرام دیکھ لیا، کچھ دیر آرام کر لیا، کسی دوست سے باتیں کر لیں، اخبار یا کسی غیر نصابی کتاب کا مطالعہ کر لیا یا باہر سیر کے لیے نکل گئے۔ وغیرہ۔ مقصد یہ ہے کہ اپنے دماغ کو کسی اور کام میں مصروف کر لیا تاکہ دماغ تازہ دم ہوجائے اور آپ ازسر نو مطالعہ جاری رکھ سکیں۔

ANS 03

مطالعہ پاکستان کا بطور مضمون آغاز بڑے جوش و خروش سے ہوا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پاکستان دولخت ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے پس منظر میں نئے پاکستان کی تعمیر کی خاطر ایسے مضمون کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو باقی پاکستان میں مرکز گریز رجحانات کی نشاندہی کرے اور ان کے پنپنے سے پہلے ہی ان کا سدباب کرے قومی کرے۔ قومی یکجہتی کا غیر محسوس طور پر فروغ اور نظریہ پاکستان

Downloaded From Tajassus.com

کی تلاش اور ترویج اس مضمون کے بنیادی نصب العین تھے اور ہیں یا ہونا چاہیں۔ ایسے میں قائداعظم یونیورسٹی میں مطالعہ پاکستان میں ایم ایس سی کا اجرا ایک نیک فال تھی۔

مطالعہ پاکستان یا پاکستانیت کا تصور علاقائی مطالعے کا بھی ہے جس میں جغرافیائی اعتبار سے کسی ایک خطہ ارضی کی تاریخ، سیاست، معیشت، سماج، لسانیات، ادب، خارجہ پالیسی، جغرافیائی خدوخال، مذہبی عقائد اور ثقافتی عوامل پر ایک ساتھ توجہ دی جاتی ہے۔ پاکستان کی مخصوص حیثیت کی وجہ سے پاکستانی قومیت کی جڑوں کی تلاش اور واضح شناخت کے ادراک کو بھی اس مضمون میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اس مضمون کو بڑے ذوق و شوق سے ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور ڈگری سطح کی جماعتوں تک لازمی انہیں اہم مقاصد کے حصول کے لئے کیا گیا تھا لیکن افسوس ہے کہ اس مضمون کی روح کو اور اس کے ارفع نصب العین کو سمجھا ہی نہیں گیا۔ اس مضمون کی کم نصیبی یوں اور بھی بڑھی کہ مطالعہ پاکستان میں ایم ایس سی کو ایک مضمون میں تخصیصی ایم ایس سی کی بجائے کثیر المضامین کہا گیا تاکہ ایم ایس سی پاکستانیت ان کی جگہ نہ لے سکے۔ ایک اور ظلم سرکاری جامعات نے مطالعہ پاکستان پر یہ کیا کہ اپنے شعبہ تاریخ کا نام شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان رکھ دیا۔ لیکن اس کے ذیلی مضامین میں کوئی اضافہ یا تبدیلی نہ کی۔ بس تحریک پاکستان کی تاریخ اور پاکستان کی رواں سیاسی تاریخ پر مضامین ہی کو کافی سمجھا گیا جو پہل ہی سے پڑھائے جا رہے تھے۔

تحریک پاکستان کے دور میں نوائے وقت نے صحافتی محاذ سنبھال رکھا تھا۔ حمید نظامی مرحوم کے بعد مجید نظامی نے پاکستان اور نظریہ پاکستان کا پرچم تھاما ہوا ہے۔ پاکستانی جامعات کے مطالعہ پاکستان کے شعبہ جات کے ساتھ نظریہ پاکستان ٹرسٹ کا اشتراک عمل بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر قائداعظم یونیورسٹی کے تحت مطالعہ پاکستان کے قومی ادارے کے ساتھ مسلسل روابط سے ٹرسٹ اور اس ادارے کے مقاصد کے حصول میں آسانی ہو گی اور مطالعہ پاکستان کے مضمون کی درست تفہیم کے ساتھ صحیح تدریس کی منزل قریب آئے گی۔

Downloaded From Tajassus.com

پاکستان ایک بہت دلچسپ ملک ہے۔ یہاں لوگوں کو باتوں کے توتا مینا اڑانے اور رائی کے پہاڑ بنانے میں بہت مزا آ تا ہے۔ چائے قومی مشروب کی طرح مقبول ہے اور ہر شخص کو چائے کی پیالی میں طوفان اٹھانے کا بہت شوق ہے۔

روز ایک نیا دانشورانہ نعرہ ایجاد ہوتا ہے اور سارا پاکستان، آ نکھیں بند کیے اس بھیڑ چال میں شامل ہو جاتا ہے، کچھ دنوں بعد اسی نعرے کے بالکل مخالف ایک اور نعرہ بلند ہوتا ہے اور وہی بھیڑیں اسی طرح آنکھیں موندے اس دوڑ میں شامل ہو جاتی ہیں۔

ہم لوگوں کے کچھ مقبول ترین موضوعات ہیں۔ جن میں سے ایک، 'انقلاب' ہے۔ دوسرا، 'کرپشن،' تیسرا، 'سسٹم کی خرابی'، چوتھا، 'تعلیم کی کمی'اور اب جدید ترین موضوع ،'مطالعہ پاکستان' ہے۔ 'انقلاب' لانے والوں کو ہم نے اکثر ڈرائنگ روموں میں، انقلابی باتیں کرتے سنا ہے۔ سسٹم کی خرابی پہ رونے والے، ہمیشہ بچوں کو بیوروکریٹ بناتے ہیں، تعلیم کی خدمت کرنے والے اور والیاں، ریڈئینٹ وے کے چاروں قاعدوں کے ذریعے تعلیم عام کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں اور مطالعہ پاکستان کو رونے والے اکثر نے اس سسٹم میں پڑھا ہی نہیں، جہاں ٹاٹ پہ بٹھا کر جھانسی کی رانی اور پانی پت کی جنگیں پڑھائی جاتی تھیں۔

آج جانے کہاں سے پرانے رزلٹ کارڈ نکل آئے، دیکھا تو معلوم ہوا کہ میٹرک سے لے کر گریجویشن تک مطالعہ پاکستان میں میرے 80 فیصد نمبر آ تے رہے ہیں۔ بہت غور کیا کہ یا اللہ! اس مضمون میں ایسی کیا گندی باتیں پڑھائی جاتی تھیں کہ آ ج ساری دنیا اس کے خلاف ہے؟

خود پہ شک بھی گزرا کہ اس موذی مضمون سے اتنے لگاؤ کی کیا وجہ تھی اور اس کو پڑھنے سے ذہن میں کہاں کہاں گنجل پڑے ہیں؟ یاد کیا تو ذہن میں آ یا کہ یہ ظالم مضمون، تین حصوں میں منقسم ہوتا تھا، جغرافیہ ، تاریخ اور شہریت ۔ جغرافیے میں سوائے، گرد باد کیا ہوتا ہے ؟ ہوائیں کیوں اور کیسے چلتی ہیں؟ تجارتی ہوائیں کیا ہوتی ہیں اور پاکستان میں تانبے اور کوئلے کے ذخائر کہاں کہاں پائے جاتے ہیں سے زیادہ متعصب بات نظر سے نہ گزری۔ شہریت میں بلدیہ ، قصبہ، تحصیل، ضلع، ڈویژن، وغیرہ وغیرہ تھے۔ بہت سے بہت یہ بتا دیا گیا تھا کہ، 'خواندہ کیا ہوتا ہے۔؟'

اعتراض اٹھانے والوں کا خیال ہے کہ پاکستان میں آج تک جو بھی خرابیاں ہو رہی ہیں ان کی بنیاد میں یہ ہی تین غلط فہمیاں کار فرما ہیں۔

Downloaded From TajaSsus.com

مطالعہ پاکستان، میٹرک میں 75 انٹر میں 50 اور گریجویشن میں بھی 50 نمبر کا ہوتا تھا۔ یعنی تاریخ کا سوال، دس یا پندرہ نمبر کا ہوتا ہو گا۔ خیر سے ہم پاکستانی ایسے تو ہیں نہیں کہ پندرہ نمبر کے سوال کے لیے پورا حصہ تاریخ حفظ کریں گے اور اگر فرض کیجیے کہ کر بھی لیا تو کیا سگنل توڑ کے بھاگتے ہوئے ہم خود کو محمود غزنوی محسوس کرتے ہیں؟ بچوں کی تاریخ پیدائش دو سال کم لکھواتے ہوئے، اپنی آمدن کے گوشوارے غلط بھرتے ہوئے، سڑکوں پہ عورتوں کو گھورتے ہوئے، ہم میں اورنگ زیب کی روح حلول کر جاتی ہے؟

تاریخ کے ہمیشہ ایک سے زیادہ رخ ہوتے ہیں۔ تاریخ فاتح لکھواتے ہیں، تاریخ یہ ہے، تاریخ وہ ہے، تاریخ فلاں ہے، تاریخ ڈھمکاں ہے۔ یہ سب باتیں درست ہیں، تدریس کے مقصد سے تاریخ پڑھاتے ہوئے، کسی بھی شخصیت کے بارے میں خوبیاں یا خامیاں بیان نہیں کرنی چاہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ یہ معترضین، اعتدال پسند نہیں۔ ان کی خواہش یہ ہی ہے کہ ان تینوں شخصیات یا جن جن باتوں پہ انھیں اعتراض ہے، ان سب کو ان کی عینک اور ان کے قلم سے لکھا جائے۔ محمود اور ایاز کے تعلقات کے سر بستہ رازوں سے پردہ اٹھائے جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہاں آ کے بات کچھ الجھ جاتی ہے۔

بغیر تحقیق کے صرف ذاتی عناد پہ مبنی گفتگو میں الجھنے کی بجائے، واقعی نصاب میں غیر جانبدارنہ مواد کی موجودگی یقینی بنائی جائے۔ یہ کام آ پ کی منتخب نمائندہ حکومت کرتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں، تاریخ کے صفحوں میں دفن مردہ بادشاہوں کی غیر نصابی سر گرمیوں پہ اتنا پریشان ہونے کے ساتھ ساتھ اگر ہم ملک میں اور اپنے رویوں میں جمہوریت کو فروغ دیں تو کہیں بہتر ہو گا۔

ANS 04

تدریسی اصولوں کا موثراستعمال:-تدریس ایک پیشہ ہی نہیں بلکہ ایک فن ہے۔ پیشہ وارانہ تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لئے استاد کا فن تدریس کے اصول و ضوابط سے کم حقہ واقف ہوناضروری ہے۔ ایک باکمال استاد موضوع کو معیاری انداز میں طلبہ کے ذہنی اور نفسیاتی تقاضوں کے عین مطابق پیش کرنے کے فن سے آگاہ ہوتا ہے۔ معیاری اور نفسیاتی انداز میں نفس مضمون کو پیش کر نا ہی تدریس ہے۔ موثر تدریس کے لئے ،کسی بھی موضوع کی تدریس سیقبل، استاد کا موضوع سے متعلق اپنی سابقہ معلومات کا تشفی بخش اعادہ اور جائزہ بے حد ضروری ہے۔ سابقہ معلومات کے اعادہ و جائزہ کے علاوہ موضوع

Downloaded From Tajassus.com

سے متعلق جدید تحقیقات و رجحانات سے لیس ہوکر اساتذہ اپنی شخصیت کو باکمال اور تدریس کو بااثر بنا سکتے ہیں۔ موثر تدریس کی انجام دہی کے لئے اساتذہ کا تدریسی مقاصد سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔تدریسی اصولوں پر عمل پیرائی کے ذریعے اساتذہ مقاصد تعلیم کی جانب کامیاب پیش رفت کر سکتے ہیں۔ موثر تدریس اورتعلیمی مقاصد کے حصول میں تدریسی اصول نمایا ں کردار ادا کرتے ہیں۔تدریسی اصولوں سے اساتذہ کیوں، کب اور کیسے پڑھانے کا فن سیکھتے ہیں۔تدریسیاصولوں کا علم اساتذہ کو تدریسی لائحہ عمل کی ترتیب اور منظم منصوبہ بندی کا عادی بناتا ہے۔کیوں، کب ، اورکیسے پڑھا نے کااصو ل اساتذہ کی مسلسل رہنمائی کے علاوہ تدریسی باریکیوں کی جانکاری بھی فراہم کرتا ہے ۔ تدریسی اصولو ں پر عمل کرتے ہوئے اساتذہ موثر اور عملی تدریس کو ممکن بناسکتے ہیں۔تدریسی اصول بامقصد تدریس،نئے تعلیمی رجحانات ، تجزیہ و تنقید، مطالعہ و مشاہدہ ،شعور اور دلچسپی کو فروغ دیتے ہیں۔ تدریسی اصولوں پر قائم تعلیمی نظام نتیجہ خیز اور ثمر آورثابت ہوتا ہے۔ تدریسی اصولوں پرکاربند استا د معلم سے زیادہ، ایک رہنما اور رہبرکے فرائض انجام دیتاہے۔ جدید تعلیمینظریات کی روشنی میں استاد ایک مدرس اور معلم ہی نہیں بلکہ ایک رہبر اور رہنما بھی ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے عدم آگہی کی وجہ سے ہم اس نظریہ تعلیم کو جدیدیت سے تعبیر کر رہے ہیں جب کہ یہ ایک قدیم اسلامی تعلیمی نظریہ ہے جہا ں استاد کو معلومات کی منتقلی کے ایک وسیلے کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مونس مشفق مربی رہنما اور رہبر کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ تدریسی اصولوں سے باخبر استاد بنیادی تدریسی و نفسیاتی اصولوں کی یکجائی سے تعلیم و اکتساب کو طلبہ مرکوز بنادیتا ہے۔ذیل میں اہمیت کے حامل چند نمایاں تدریسی اصولوں کو بیان کیا جارہاہے ۔

(1) ترغیب و محرکہ تدریسی اصولوں میں اساسی حیثیت کا حامل ہے۔طلبہ میں تحریک و ترغیب پیدا کیئے بغیر موثر تدریس کو انجام نہیں دیا جاسکتا۔ طلبہ میں اکتسابی میلان ترغیب و تحریک کے مرہون منت جاگزیں ہوتاہے۔ حصول علم، پائیدار اکتساب اور علم سے کسب فیض حاصل کرنے کے لئے طلبہمیں دلچسپی اور تحریک پیدا کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔فعال و ثمر آور اکتساب ترغیب و تحریک کے زیر اثر ہی ممکن ہے۔تدریس میں ہر مقام پر طلبہ میں محرکہ کا مطالبہ کرتی ہے۔ بغیر محرکہ پیدا کیئے کامیاب اکتساب ممکن ہی نہیں ہے۔اکتسابی دلچسپیوں

Downloaded From Tajassus.com

کی برقراری کے لئے محرکہ بہت اہم ہے۔محرکہ کی وجہ سے طلبہ میں اکتساب کی تمنا انگڑائی لیتی ہے۔

(2)درس و تدریس استاد اور طالب علم پر مبنی ایک دوطرفہ عمل ہے۔موثر تدریس اور کامیاب اکتساب کے لئے تعلیمی عمل میں استاد اور شاگرد دونوں کی سرگرم شرکت لازمی تصور کی جاتی ہے۔تعلیمی سرگرمیوں کے بغیر تدریسی عمل بے کیف اور عدم دلچسپ بن جاتا ہے۔طلبہ میں اکتسابی دلچسپی کی نمو ،فروغ اور برقراری میں تعلیمی سرگرمیاں بہت اہم ہوتی ہیں۔ کامیاب اکتساب اور موثر تدریس میں محرکہ کے بعد سب سے نمایاں مقام سرگرمیوں پر مبنی تدریس و اکتساب (Activity Based Teaching)کو حاصل ہے۔ سرگرمیوں پر مبنیتدریس طلبہ میں تعلیم سے دلچسپی ،شوق و ذوق پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔سرگرمیوں کے زیر اثر طلبہ میں نصابی مہارتیں فروغ پانے لگتی ہیں۔سرگرمیوں کے زیر اثر انجام پانے والی تدریس اور اکتساب موثر اور پائیدار واقع ہوتے ہیں۔سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ میں عملی اکتساب (Practical Learning)فروغ پاتی ہے۔تدریسی اصولوں میں سرگرمیوں پر مبنی تدریس کو بہت اہمیت حاصل ہے اسی لئے اساتذہ اپنی تدریس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے سرگرمیوں(activities)کو اپنی تدریس کا لازمی جزو بنا لیں۔

(3)دوران تدریس استاد جو حکمت عملی اختیار کرتا ہے اسے تدریسی حکمت عملی یا طریقہ تدریس کہتے ہیں۔تدریسی طریقہ کار معلومات کی منتقلی اورطلبہ میں علم سے محبت و دلچسپی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تدریس دراصل معلومات کی منتقلی کا نام نہیں ہے بلکہ طلبہ میں ذوق و شوق کو پیدا کرنے کا نام ہے۔ طلبہ میں علم کا ذوق و شو ق اگر پیدا کردیا جائے تب اپنی منزلیں وہ خود تلاش کرلیتے ہیں۔ایک کامیاب استاد اپنے طریقہ تدریس سے طلبہ میں معلومات کی منتقلی سے زیادہ شوق و ذوق کی بیداری کو اہمیت دیتا ہے۔وہ تدریسی حکمت عملی اور طریقہ کار کامیاب کہلاتا ہے جو بچوں میں اکتساب کی دلچسپی کو برقرار رکھے ۔اساتذہ طلبہ میں اکتسابی دلچسپی کی برقراری کے لئے تدریسی معاون اشیاء(چارٹ،نقشے،خاکے،تصاویر،قصے ،کہانیوں،دلچسپ مکالموں اور فقروں) کو اپنی تدریسی حکمت عملی میں شامل رکھیں۔

ANS 05

Downloaded From Tajassus.com

1

طریقہ تدریس کا براہِ راست تعلق سبق کی پیشکش سے ہے۔ استاد مختلف مضامین کے لیے مختلف طریقہ ہائے کار استعمال کرتے ہیں، جو کہ عموماً مضمون کی نوعیت اور استاد کے طریقہ تدریس کے مطابق ہوتے ہیں۔ بعض اوقات انہی کو تدریسی حکمتِ عملی اور تکنیک کہا جاتا ہے۔ تعلیم کے میدان میں جدیدیت سے طریقہ تدریس بھی ارتقاء مراحل طے کر چُکا ہے۔ روایتی طریقہ تدریس میں استاد لیکچر دیتا ہے اور طلباء اس کے مختلف حصے نوٹ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ آج بھی کارگر ثابت ہو سکتا ہے، مگر تعلیمی ارتقاء سے آج کل استاد طلباء کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ اپنے تجسس کو مہمیز کریں اور روایت سے ہٹ کر سیکھنے اور سوچنے کی خواہش رکھیں۔

تعلیم میں آنے والی ان تبدیلیوں کی بدولت طریقہ تدریس بھی بدل گئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے طریقہ کار نئے نہیں ہیں ، مگر ان سے طلباء کو پرانے طریقوں کو نئے انداز سے استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ نیچے چند ایسے طریقہ ہائے کار دیے گئے ہیں جو ٹیکنالوجی کے تعلیم میں انضمام سے اُبھرے ہیں۔

-کلاس کو کردار نبھانے والی حکمتِ عملی کے لیے تیار کریں

- طلباء کے سامنے ایک مصنوعی مسئلہ، صورت، حال یا واقعہ پیش کریں جس میں کچھ حد تک حقیقت بھی شامل ہو۔

-طلباء کے سامنے مسئلہ، یا صورتِحال تفصیل سے بیان کریں اور کردار کے بارے میں بتائیں

-بچوں کو واضع ہدایات جاری کریں

- استاد اس بات کا تعین کرے کہ کیا رول پلے کے لیے طلباء رضاکارانہ طور پر کلاس کے سامنے آئیں گے یا قریبی ساتھیوں، چھوٹے گروہوں کی شکل میں اس سرگرمی میں حصہ لیں گے تاکہ ہر طالبعلم کو ایک کردار ادا کرنے کو ملے یا کچھ طالبعلم کردار نبھائیں گے اور باقی ان کا مشاہدہ کریں گے۔ اگر ممکن ہو تو استاد طلباء کو چھوٹے گروہوں میں تقسیم کریں اور مختصر سرگرمی اپنائیں۔ سرگرمی کے آغاز سے قبل کسی ماہر سے کردار ادا کروا لیں تاکہ طلباء کو آسانی رہے۔ مختصر وقت کی سرگرمیوں کا انتخاب کریں اور کوشش کریں کہ ہر طالبعلم ایک سے زائد مہارتوں کو ادا کرے۔

کردار کا ادا کرنا

کردار ادا کرنے کے لیے طلباء استاد کی دی گئی ہدایات کے مطابق عمل کریں گے۔ اگر استاد خود کوئی کردار ادا نہیں کر رہا تو یہ بہتر ہوگا کہ وہ کمرہء جماعت میں ادھر اُدھر گھوم کر

Downloaded From Tajassus.com

طلباء کی کارکردگی کا جائزہ لے اور ایسے طلباء کو رہنمائی فراہم کرے جو کردار ادا کرتے ہوئے اٹک رہے ہوں۔

2

ٹیکنالوجی کی بے انتہا ترقی اور تعلیم کے ارتقاء کے باوجود روایتی انداز تدریس ہمیشہ درس و تدریس کا لازمی حصہ رہیں گے۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ جب لوگوں کو تخلیقی کام کے عوض انعام کا لالچ دیا جائے، جب تعلیم و تعلم کے ماحول میں مقابلہ بازی اور سماجی اونچ نیچ آ جائے، اور جب افراد اس بات سے واقف ہوں کہ ان کی مسلسل نگرانی کی جا رہی ہے تو تخلیق کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ اس کے بر عکس تخلیقی صلاحیتیں ذیادہ پھلتی پھولتی ہیں جب افراد کو ایسا ماحول دستیاب کر دیا جائے جو اُن کی ذاتی دلچسپی ، لطف اندوزی، اور ترغیب کو اُبھارے۔

پراجیکٹ کے پہلے مرحلے پراستاد اپنے تجربے کی بنیاد پر مختلف کہانیاں سنا کر بچوں کی دلچسپی کو اُبھارتا ہے۔ اور جیسے ہی بچے اس عنوان کے بارے اپنے فہم کا اظہار کرتے ہیں، مثال کے طو پر دریا، کاریں، کتے وغیرہ تو استاد اس عنوان بارے بچوں کے ذخریرہ الفاظ، دلچسپی، اور عنوان بارے کسی قسم کے شک اور کمی کو درست کرتا ہے تاکہ بچے عنوان بارے تفشیشی سوالات تیار کر سکیں۔

پراجیکٹ کے دوسرے مرحلے میں جب پراجیکٹ شروع ہو جاتا ہے تو استا د بچوں کو بیرونی سیر کے لیے لے جاتا ہے، تاکہ بچے اپنے پراجیکٹ کے لحاظ سے بالغان جیسے کہ ماہرین، ویٹر، کسان، نرسوں وٖغیرہ سے معلومات حاصل کر سکیں۔ بچے ثانوی ذرائع کے طور پر مختلف کتابوں، ویب سائٹ، اور ویڈیو وغیرہ سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ جیسے جیسے بچے اپنے عنوان بارے مزید سیکھتے ہیں وہ مختلف انداز سے اپنے علم کا اظہار اپنے ہم جماعتوں سے کرتے ہیں۔

پراجیکٹ کے تیسرے مرحلے پراستاد بچوں کو پراجیکٹ کے اختتام اور خلاصے بارے رہنمائی فراہم کرتا ہے تاکہ بچے اپنے حاصل کردہ علم کا اعادہ کر سکیں۔ بچے اپنے کام کو اپنے والدین، معاشرے کے دوسرے افراد، اور اپنے ہم جماعتوں کو دکھاتے ہیں۔

پراجیکٹ کا آخری مرحلے کا کام استاد کی طرف سے بچوں کی جانچ ہو تا ہے کہ اُنہوں نے کس حد تک موجودہ پراجیکٹ سے سیکھاہے۔ اس جائزے کے دوران پتہ چلے گا کہ بہت سے بچے عنوان بارے بنیادی حقائق سے واقفیت حاصل کر چُکے ہیں، کچھ بچوں نے اسی عنوان کے اور بہت سے پہلو دریافت کر لیے ہوں گے، اور کچھ بچے یہ جان چکے ہونگے کہ کچھ اشیاء کی

Downloaded From Tajassus.com

تیاری میں کون سا مٹیریل استعمال ہوتا ہے۔ اور اسی پراجیکٹ کے دوران ایسا بھی ہوگا کہ کوئی بچہ اپنے ذاتی مقاصد جیسے کہ اعتماد کا حصول، وغیرہ حاصل کر چُکا ہوگا۔

Downloaded From Tajassus.com